ایک متروکہ سنت

یعنی نمازِ مغرب سے قبل دو رکعت

اس تحریر میں رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے باحوالہ دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ مغرب کی فرض نماز سے پہلے دو رکعت (سنت غیر مؤکدہ) اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک کثیر جماعت اس پر عمل کرتی رہی ہے۔ شاید کسی بھائی کے ذہن میں سوال ہو کہ اتنے سارے مسائل کو چھوڑ کر ایک غیر مؤکدہ سنت کے متعلق اتنا کچھ لکھنا درست نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب لوگ سنت پر عمل کرنے سے کترا رہے ہوں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ سنت سے نفرت کرتے ہوں۔ تو اس وقت سنت کی اہمیت لوگوں کے سامنے اجاگر کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

''تا کہ جسے ہلاک ہونا ہو وہ روشن دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہو وہ بھی روشن دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔'' [سورۃ الانفال: 42]

رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو سعید خدریؓ کی مثال موجود ہے جنہوں نے حکومت وقت کی مخالفت کرتے ہوئے سنت نبوی ﷺ پر عمل کیا۔ حدیث کی کتاب جامع ترمذی [511] میں یہ واقعہ موجود ہے کہ بنو امیہ کے خلیفہ مروان بن عبدالملک کے دور حکومت میں جب ایک دن خلیفہ مروان جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا تو عین دوران خطبہ ابوسعید خدریؓ مسجد میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھنا شروع کی۔ سپاہیوں نے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے نظر انداز کر دیا۔ نماز کے بعد لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا رحم فرمائے خلیفہ کے سپاہیوں نے تو تقریباً آپ پر حملہ ہی کر دیا تھا۔ تو صحابی رسول ﷺ نے جواب دیا کہ جس چیز کا میں نے رسول اللہ ﷺ سے مشاہدہ کیا ہے میں ان دو رکعات کو ترک کرنے والا نہیں۔

غور کیجئے کس طرح صحابی سرکاری حملہ آوروں کی مخالفت کے باوجود سر عام سنت پر عمل کرتا ہے۔ ایک اور مثال بھی اسی سلسلے میں حاضر ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ ایک دفعہ ایک میت کی نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے الحمد شریف کی تلاوت اونچی آواز میں کی۔ جب نماز ختم ہوئی تو لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کام میں نے اس لئے کیا ہے کہ

''لتعلموا انها سنة'' [بخاری 1335۔ سنن نسائی 1989]

''تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ (نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا) سنت ہے۔''

معلوم ہوا کہ جب کسی مسنون عمل پر عمل کرنے کے لئے لوگ تیار نہ ہوں تو ان پر حجت قائم کرنے کے لئے اور ان کو دین کے متعلق آگاہ کرنے کیلئے سنت پر عمل کر کے دکھایا جائے تا کہ ان کے دلوں میں سنت کی محبت پیدا ہو اور اجنبیت دور ہو۔ آج بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ کوشاں رہیں کہ ہمارا ہر عمل سنت کے مطابق ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ صحیح احادیث سے مغرب کی فرض نماز سے پہلے دو رکعتوں کا پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں۔ الحمدللہ حدیث کی تینوں اقسام یعنی فعلی (جس میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی کام کر کے دکھایا ہو۔) قولی (جس میں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہو یا منع فرمایا ہو) اور تقریری (جس میں کسی صحابی نے آپ ﷺ کے سامنے کوئی عمل کیا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں کچھ نہ کہا ہو۔) ہر طرح سے دو رکعات مغرب کی فرض نماز سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا عمل

حدیث نمبر ۱: ''عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا کیں۔'' [ابن حبان 1588 ۔ قیام اللیل مختصر صفحہ 64]

تشریح: اس روایت کی سند صحیح ہے اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مغرب نماز (فرض) سے پہلے دو رکعت ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا حکم

حدیث نمبر ۲: عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مغرب کی (فرض) نماز سے پہلے نماز پڑھو، آپ نے (ایسے) تین بار فرمایا اور تیسری بار کہا جس کا دل چاہے، یہ اس لئے فرمایا کہ آپ ناپسند کرتے تھے کہ لوگ اس کو سنت مؤکدہ بنا لیں۔ [صحیح بخاری: ابواب التہجد، باب: الصلاۃ قبل المغرب: 1183]

تشریح: یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے لہٰذا بالکل صحیح ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دو رکعت ادا کرنا مستحب ہیں سنت موکدہ نہیں ہیں اگر ان دو رکعت کی ادائیگی پر ثواب نہ ہوتا تو پھر رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو ان دو رکعت کے پڑھنے کا حکم کیوں دیتے؟

حدیث نمبر۳: عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہر دو اذان (یعنی اذان اور تکبیر) کے درمیان نماز ہے۔'' دو مرتبہ آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا اور تیسری مرتبہ فرمایا ''اس شخص کیلئے جو چاہے۔'' [صحیح بخاری 624,627 ، صحیح مسلم 1940]

تشریح: اس حدیث میں مذکور دو اذانوں سے مراد اذان اور تکبیر ہیں۔کیونکہ تکبیر کو بھی اذان کہا جاتا ہے۔یہی سبب ہے کہ امام نسائی نے اپنی ''السنن الصغریٰ 682'' میں اس حدیث پر باب باندھتے ہوئے لکھا ہے۔''الصلاۃ بین الاذان و الاقامۃ'' یعنی ''اذان اور اقامت(تکبیر) کے درمیان نماز کا بیان'' اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان جو چاہے پڑھے سے ثابت ہوا کہ یہ دو رکعت سنت مؤکدہ نہیں ہیں لیکن ان کے غیر مؤکدہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث کے راوی مشہور تابعی عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ خود بھی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ [دیکھئے ابن حبان 426/4 رقم الحدیث 1559]

حدیث نمبر۴: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہر فرض نماز سے پہلے دو رکعت نماز ہے۔'' [ابن حبان 2455]

تشریح: اس حدیث میں ہر فرض نماز کا ذکر ہے جس میں مغرب بھی شامل ہے۔ اس لئے اس حدیث سے بھی مغرب کی فرض نماز سے پہلے دو رکعت ادا کرنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی تقریر

حدیث نمبر۶: مرثد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے کہا ''کیا آپ کو ابو تمیم (تابعی) پر حیرت نہیں ہوتی کہ وہ نماز مغرب سے پہلے دو رکعت سنت پڑھتے ہیں۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ دو رکعت پڑھتے تھے۔ میں نے کہا کہ اب آپ کو کس چیز نے روکا ہے؟ (کہ آپ وہ دو رکعت نہیں پڑھتے) تو انہوں نے جواب دیا کہ ''مصروفیت کی وجہ سے'' [صحیح بخاری 1184]

تشریح: مصروفیت سے مراد لوگوں کے کام کاج ہیں کیونکہ آپ (عقبہ بن عامر) مصر کے گورنر تھے۔ [بلوغ الامانی 217/4]
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ دو رکعت صحابہ کرام ؓ نبی ﷺ کے زمانے میں باقاعدگی سے ادا کرتے تھے اور بعد میں کچھ صحابہ اگر چہ مصروفیت کی بناء پر ادا نہ کر سکتے تھے تب بھی پڑھنے والوں پر اعتراض نہیں کرتے تھے اور نہ ہی منع کرتے تھے۔

حدیث نمبر۷: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مدینے میں ہوتے تھے۔ جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستونوں کی آڑ میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی باہر کا اجنبی شخص (مسافر) مسجد میں داخل ہوتا تو وہ اکثر لوگوں کو یہ دو رکعت پڑھتے دیکھ کر سمجھتا کہ شاید (فرض) نماز ہو چکی ہے۔'' [صحیح مسلم: 1939]
ابن حبان میں الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں تشریف لاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے میں مصروف ہوتے تھے۔ [رقم الحدیث 1589]
مسند احمد 999/3 پر الفاظ اس طرح ہیں کہ ''یہ عمل (یعنی مغرب کی فرض نماز سے پہلے صحابہ کرام ؓ کا دو رکعت پڑھنا) رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے ہوتا تھا۔

تشریح: اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں صحابہ کرام ؓ یہ دو رکعت بڑی تعداد میں ادا کرتے تھے۔ اگر کوئی اجنبی شخص مسجد میں آتا تو وہ غلط فہمی کا شکار ہو جاتا کہ شاید فرض نماز ہو چکی ہے۔ صحابہ کرام یہ عمل نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ ان کو منع نہیں کرتے تھے۔ اللہ

تعالیٰ آج کے مسلمانوں کوبھی مسجد نبوی کا نمونہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حدیث نمبر ۸: ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا نہ چھوڑتے تھے۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی 21/4]

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ دو رکعت پابندی سے ادا کرتے تھے۔

علمائے احناف سے ثبوت

الدکتور وھبة الزحیلی لکھتے ہیں کہ شافعی اور حنبلی علماء کی طرح ابن الھمام (مشہور حنفی عالم) نے بھی نماز مغرب سے پہلے دو مختصر رکعات کو مستحب کہا ہے۔ [الفقۃ الاسلامی وادلتہ 45/2]

مشہور حنفی عالم مولانا عبدالحئی لکھنوی بھی ان دو رکعتوں کو ادا کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ [السعایۃ 31/2]

ملا علی قاری نے بھی ان دو رکعتوں کو مباح قرار دیا ہے۔ [مرقاۃ المفاتیح 255/3] بلکہ ایک مقام پر صحیح مسلک استحباب کو قرار دیتے ہیں۔ [المرقاۃ 255/3]

موجودہ دور کے مشہور حنفی عالم مولوی محمد تقی عثمانی نے بھی مغرب سے پہلے دو رکعت کو جائز قرار دیا ہے۔ [درس ترمذی 433/1]

نوٹ: حنفی علماء کے نزدیک اگر تکبیر تحریمہ کے فوت ہونے کا ڈر نہ ہو تو یہ دو رکعتیں مستحب ہیں۔ [الکوکب الدری 103/1 بحوالہ فقہ السنہ اردو 261/1]

مغرب سے پہلے دو رکعت نہ پڑھنے والوں کے دلائل کا جائزہ

جو لوگ نماز مغرب سے پہلے دو رکعت کے منکر ہیں یا ان کو مکروہ سمجھتے ہیں وہ اس سلسلے میں کچھ روایات پیش کرتے ہیں۔ آیئے ان کا جائزہ لیں کہ وہ کس قدر صحیح ہیں۔

پہلی روایت: عبداللہ بن عمر سے اثر نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی کو بھی یہ دو رکعت پڑھتے نہیں دیکھا۔ [ابوداؤد 1284]

جواب:

پہلی بات تو یہ کہ یہ روایت موقوف ہے اور مرفوع روایت کے مقابلے میں حجت نہیں ہے۔

دوسری بات کہ یہ اثر سند کے لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اثر صحیح نہیں [المحلی 22/2] کیونکہ اس کے راوی شعیب یا ابی شعیب کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہے وہ کون ہے۔

تیسری بات شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے بھی اس اثر کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیں۔ ''ضعیف سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 279''

چوتھی بات یہ کہ کتنے ہی صحابہ کرام ؓ سے مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا ثبوت موجود ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ ''من لم یذکر الشیء لیس بحجة علی من ذکرہ'' [الجوھر النقی 317/4] یعنی ''جو کسی چیز کا ذکر نہ کرے اس کی بات اس شخص پر حجت نہیں جو ذکر کرتا ہے۔''

دوسری روایت: السنن الکبریٰ للبیہقی 18/4 کے حوالے سے ایک مرفوع روایت پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر اذان اور تکبیر کے درمیان دو رکعت ہیں سوائے نماز مغرب کے۔

جواب: یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ امام ابن جوزی نے اس کو الموضوعات 92/2 میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح

حافظ ابن حجر نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے "تلخیص الحبیر 36/1 ۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں حیان بن عبید اللہ قوی نہیں ہے۔ [سنن الدار قطنی 265/1]

امام بیہقی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ راوی حیان بن عبید اللہ نے حدیث کی سند اور متن دونوں میں خطا کی ہے۔ [نصب الرایة 140/2]

شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیں۔ "ضعیف الجامع الصغیر 2362"

پھر ایک اور اہم بات بھی ہے کہ اس روایت کے راوی ابن بریدہ خود بھی نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے۔ [السنن الکبری للبیهقی 19/4 . ابن حبان 426/4]

تیسری روایت: مسند الشامین میں جابر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت پیش کی جاتی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ البتہ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس انہوں نے ایک بار پڑھی تو میں نے پوچھا کہ یہ نماز کون سی ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ عصر سے پہلے کی دو رکعتیں جو بھول گیا تھا ان کو میں نے اب ادا کیا ہے۔ [نصب الرایة 141/2]

جواب: یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی سند میں راوی عیسیٰ بن سنان موجود ہے جس کے متعلق محدثین کی رائے کچھ اس طرح ہے:

امام احمد اور یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ ضعیف ہے۔

امام ابو زرعہ کہتے ہیں کہ مخلط اور ضعیف الحدیث ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ ضعیف ہے۔

عجلی کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن خراش کہتے ہیں کہ صدوق ہے اور دوسری بار کہتے ہیں کہ اس کی حدیث میں نکارت ہے۔

ابو حازم کہتے ہیں کہ اس کی حدیث لکھی جاسکتی ہے اس سے حجت اور دلیل نہیں لی جاسکتی۔

امام ساجی اور عقیلی نے بھی اس کو ضعیف رواۃ میں شمار کیا ہے۔

[تہذیب التہذیب 190/8 ۔ الضعفاء الکبیر 383/3۔ میزان الاعتدال 312/3۔ تقریب التہذیب صفحہ 271]

امہات المومنین کا بے خبر رہ جانا بھی ممکن ہے کیونکہ یہ دو رکعت تو مسجد میں ادا کی جاتی تھیں۔

عقلی دلیل: اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ ان دو رکعت کی ادائیگی نماز مغرب میں تاخیر کا سبب بنتی ہے۔ جب کہ مغرب کو جلد ادا کرنے کا حکم ہے۔

جواب: پہلی بات تو یہ کہ جب صحابہ کرامؓ نے یہ نماز پڑھی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم ثابت ہے تو پھر کسی قسم کی عقل لڑانا (یعنی قیاس کرنا) فاسد ہے۔ دوسری بات یہ کہ ان دو رکعت کی ادائیگی میں زیادہ سے زیادہ 4 منٹ یا 5 منٹ صرف ہوتے ہیں۔ بتایئے اس سے کیا تاخیر ہوگی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس قسم کا قول سنت کی مخالفت پر مبنی ہے۔ اسکی طرف متوجہ ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ [بلوغ الامانی 218/4]

اور اس عقلی دلیل کا ایک اور جواب یہ بھی ہے کہ **جو لوگ ان دو رکعت کو مغرب کی تاخیر کا سبب سمجھتے ہیں وہ خود رمضان المبارک میں نماز مغرب کو اذان سے تقریباً آٹھ یا دس منٹ بعد ادا کرتے ہیں۔** اس وقت یہ اصول کہاں چلا جاتا ہے؟

حرف آخر:

حقیقت یہ ہے کہ نماز مغرب سے پہلے دو رکعت ادا نہ کرنے والوں کے نزدیک کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیا یہ بے انصافی نہیں ہے کہ کتنے سارے نوافل جن کا حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ روزانہ ادا کئے جائیں اور ان کا اہتمام بھی کیا جائے اور دوسری طرف جو عمل سنت رسول ﷺ اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو اس کو زندگی میں ایک مرتبہ بھی ادا نہ کیا جائے۔

نوٹ: ہمارے ہاں لوگ عشاء سے پہلے چار رکعات سنت غیر مؤکدہ ادا کرتے ہیں۔ جو کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

لوگوں کا رویہ: آج بھی کتنے ایسے لوگ ملیں گے جو کبھی کسی مسجد میں کسی شخص کو یہ رکعات پڑھتے دیکھتے ہیں تو تعجب میں پڑ جاتے ہیں۔ کہ پتہ نہیں یہ لوگ مسلمان بھی ہیں یا نہیں۔ واضح رہے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت کسی امتی کے عمل کی محتاج نہیں کہ جب فلاں امتی عمل کرے تو ہم بھی عمل کریں گے۔ بلکہ پیغمبر ﷺ کی سنت تو خود حجت ہے اور دوسروں کے قول اور عمل کو سنت کے سامنے پیش کیا جانا چاہئے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ "صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔" [درالمختار 50/1]

خالق کائنات کا فرمان ہے۔

" اور اگر اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو پھر کسی ایمان والے مرد اور ایمان والی عورت کیلئے یہ لائق نہیں ہے کہ ان کے لئے ان کے اس معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی وہ واضح گمراہی کا شکار ہو گیا۔ " [الاحزاب: 36]

کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن کہنا پڑے۔

"ہائے کاش کہ میں نے رسول کی راہ اختیار کی ہوتی۔" [الفرقان: 27]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن اور صحیح حدیث پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ضد و عناد سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

والسلام: آپ کا مخلص بھائی: محمد شاکر